ترجمہ اور تفسیر سورہ الم نشرح

مرتب: محمد ہاشم قاسمی بستوی، استاذ جامعہ اسلامیہ مظفر پور اعظم گڑھ یوپی انڈیا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿١﴾

کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کھول نہیں دیا۔

وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ﴿٢﴾

اور آپ سے وہ بھاری بوجھ اتار دیا۔

الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ ﴿٣﴾

جس سے آپ کی پیٹھ کو گراں بار کررکھا تھا۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿٤﴾

اور ہم نے آپ کے ذکر کو رفعت اور بقائے دوام عطا فرمائی۔

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٥﴾

پس یہ واقعہ ہے کہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٦﴾

یقیناہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿٧﴾

لہذا جب آپ فارغ ہوں تو (عبادت میں) مشقت اٹھائیے۔

وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿٨﴾

اور اپنے پروردگار کی طرف رغبت کیجئے۔

تفسیر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے مبارک میں علوم و معارف کے سمندر اتار دیئے اور لوازم نبوت اور فرائض رسالت برداشت کرنے کیلیئے بہت بڑا حوصلہ عطافرمایابیشمار دشمنوں کی عداوات اور مخالفوں کی مزاحمت سے نہ گھبرائیں۔

حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی (رح) لکھتے ہیں کہ آپ کی ہمت عالی اور پیدائشی استعداد جن کمالات پر پہنچنے کا تقاضا کرتی ہے قلب اطہر کو جسمانی یا نفسانی تشویشنات کی وجہ سے ان پر فیض ہونا دشوار معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک کھول دیا اور آپکے حوصلوں کو کشادہ کر دیا اور سب دشواریاں جاتی رہیں اور سب بوجھ ہلکے ہو گئے۔

شق صدر کی مختصر تفصیل

جب آپ کی عمر مبارک تقریباً دو ڈھائی سال تھی، آپ اس وقت حضرت حلیمہ سعدیہ کے یہاں تھے، آپ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ گھر کے آس پاس جنگل میں کھیل رہے تھے، تو آپ کے رضاعی بھائی دوڑتے ہوئے آئے اور کہنے لگے: دو آدمیوں نے ہمارے قریشی بھائی کا سینہ چاک کر دیا، اور اب وہ اس کو سی رہے ہیں، حلیمہ اور ان کے شوہر اس بات کو سن کر حواس باختہ ہو گئے، اور جنگل میں جا کر آپ کو دیکھا تو آپ ایک جگہ کھڑے تھے اور چہرے کا رنگ زرد ہو گیا تھا، انھوں نے آپ کو سینے سے چمٹا لیا اور واقعہ پوچھا، آپ نے سارا قصہ سنایا۔

یہ جبرائیل اور میکائل دو فرشتے تھے، جو سفید لباس میں انسانی شکل میں آئے تھے، انھوں نے شکم مبارک چاک کیا، قلب اطہر کو نکال لیا پھر قلب کو چاک کیا اس کے اندر سے خون کے جمے ہوئے ایک دو ٹکڑے نکالے، اور کہا کہ یہ شیطان کا حصہ ہے پھر قلب اور شکم کو برف سے دھویا، بعد ازاں قلب کو اپنی جگہ رکھ کر سینے پر ٹانکے لگا دیئے۔ (سیرت حلبیہ و ابن ہشام)

شق صدر کی حکمتیں

یہ شق صدر اس لیے تھا کہ قلب میں گناہ و معصیت کا مادہ باقی نہ رہے، یہ شق صدر کا پہلا واقعہ ہے عقبہ بن عبد سلمی (رض) ابوذر (رض) ف شداد بن ابن عباس (رض) انس بن مالک اور خالد بن معدان تابعی نے اس کو ذکر کیا ہے۔

دوسری مرتبہ شق صدر دس سال کی عمر میں ہوا اس کا ذکر ابوہریرہ (رض) کی روایت میں ہے (صحیح ابن حبان) یہ شق صدر لہو و لعب کے مادہ کو نکالنے کیلئے تھا۔ (فتح الباری)

تیسری مرتبہ عطا نبوت کے وقت شق صدر کا واقعہ پیش آیا جیسا کہ حضرت عائشہ (رض) سے اور حضرت ابوذر (رض) سے منقول ہے۔ (فتح الباری و مجمع الزوائد)

یہ شق صدر اس لیے تھا کہ وحی الٰہی اور علوم ربانی کے تحمل کی استعداد پیدا ہو۔ چوتھی مرتبہ معراج کے موقعہ پر شق صدر ہوا جس کا ذکر حدیث ابوذر (رض) میں بخاری، مسلم، ترمذی و نسائی وغیرہ کے اندر آیا ہے، یہ اس لیے ہوا تا کہ دل میں تجلیات الٰہیہ کے مشاہدہ اور ملکوت السموات کی سیر کیلئے صلاحیت پیدا کی جائے۔

بہر حال بار بار شق صدر کے ذریعے آپ کے قلب کو طہارت اور نورانیت کی انتہاء تک پہنچانا مقصود تھا۔

فضائل خاتم الانبیاء

﴿ورفعنالک ذکرک﴾: تمام انبیاء اور فرشتوں میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نام بلند کیا اور دنیا میں تمام سمجھدار انسان آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ذکر نہایت عزت اور وقعت سے کرتے ہیں اذان واقامت، خطبہ، کلمہ طیبہ اور التحیات وغیرہ میں اللہ تعالٰی کے نام کے بعد آپ کا نام لیا جاتا ہے جہاں اللہ نے اپنی اطاعت کا حکم دیا وہاں آپ کی فرمان برداری کی بھی تاکید فرمائی۔

﴿فان مع العسر یسراً﴾: اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کے لیے بشارت ہے کہ مشکلات کے دن تھوڑے ہیں، ہر مشکل کے بعد بلکہ اس کے ساتھ ہی آسانی شروع ہو جاتی ہے،﴿ان مع العسر یسراً﴾ کا یہی مطلب ہے۔

دوسری بشارت یہ ہے کہ ایک ایک مشکل کے ساتھ دو دو آسانیاں ہیں۔

ابن کثیر نے ابن ابی حاتم کے حوالے سے ان کی سند کے ساتھ حسن بصری رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے، انھوں نے فرمایا : "کانوا یقولون لا یغلب عسر واحد یسرین" وہ (صحابہ) کہا کرتے تھے کہ ایک مشکل دو آسانیوں پر غالب نہیں آسکتی۔

ابن کثیر نے اس کی تفصیل یہ بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دہرا کر یہ بات فرمائی ہے: ﴿فان مع العسر یسراً ان مع العسر یسراً﴾ اور عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ اگر کوئی اسم دوسری دفعہ معرفہ ہو کر آئے تو اس سے مراد پہلا اسم ہی ہوتا ہے، یہاں دوسری دفعہ "العسر" معرفہ آیا ہے جب کہ "یسراً" دوسری دفعہ بھی نکرہ ہو کر آیا ہے، تو معنی یہ ہوا کہ اسی پہلی مشکل کے ساتھ ایک اور آسانی ہے۔" یعنی ایک مشکل کے ساتھ دو آسانیاں ہیں۔

اس قاعدے کی ایک مثال سورۃ مزمل میں ہے، فرمایا: ﴿انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً فعصی فرعون الرسول﴾ (المزمل: ۱۵،۱۶) ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا جو تم پر شہادت دینے والا ہے، جس طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا، تو فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی۔" پہلے "رسولاً" سے مراد ہمارے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں، دوسرے سے موسیٰ (علیہ السلام) اور تیسرا "الرسول" معرفہ آیا ہے اور اس سے مراد وہی رسول ہے جو اس سے پہلے مذکور ہے اور وہ موسیٰ (علیہ السلام) ہیں۔

یاد رہے کہ نکرہ کو دوبارہ نکرہ کی صورت میں لانے کا یہ قاعدہ اکثر مفسرین نے بیان کیا ہے، مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ مشہور نحوی ابن ہشام نے "مغنی اللبیب" میں اسے خطا قرار دیا ہے، کیونکہ کئی دفعہ ایسا نہیں ہوتا۔ اس لیے ابن عاشور نے "التحریر والتنویر" میں اور زمخشری نے "کشاف" میں حسن بصری اور قتادہ کے اقوال اور بعض مرسل روایات میں آنے والی بات کہ "لن یغلب عسر یسرین" (ایک مشکل دو آسانیوں پر ہر گز غالب نہیں آئے گی) کے متعلق

فرمایا کہ آیت سے یہ بات اس کے تکرار کی وجہ سے نکلتی ہے، اس قاعدے کی وجہ سے نہیں، پھر دونوں مفسروں نے اپنے اپنے انداز سے اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔

﴿فاذا فرعت فانصب﴾: آپ کے دنیا کے کام ہوں یا تبلیغ دین یا جہاد فی سبیل اللہ، اگرچہ یہ سب عبادات اور نیکیاں ہیں مگر ان میں پھر بھی مخلوق سے کچھ نہ کچھ رابطہ رہتا ہے، جب بھی ان کاموں سے کچھ فراغت ملے، تو ہر چیز سے منقطع ہو کر اپنے رب سے تعلق جوڑ کر ذکر الٰہی، تلاوت قرآن، قیام اور رکوع و سجود کی محنت کریں اور اپنی تمام رغبت اپنے رب ہی کی طرف رکھیں۔ یہ وہی بات ہے جو سورۃ مزمل کے شروع میں کہی گئی ہے، فرمایا: ﴿ان لک فی النھار سبحاً طویلاً، واذکر اسم ربک وتبتل الیۂ تبتیلاً﴾ (المزمل: ۷،۸) "یقیناً تجھے دن میں بہت لمبی مصروفیت ہے اور اپنے رب کا نام ذکر کر اور ہر طرف سے کٹ کر اسی کی طرف متوجہ ہو جا۔"

فانصب: "نَصِبَ يَنْصَبُ نصباً" (باب سمع) کے مفہوم میں محنت و مشقت کے ساتھ تھکن بھی اشمل ہے، یعنی صرف راحت کے وقت ہی نہیں، طبیعت کے نہ چاہتے ہوئے بھی عبادت اور ذکر الٰہی کی مشقت جاری رکھ۔ چنانچہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رات کے وقت اتنا قیام کرتے کہ آپ کے پاؤں پر ورم آجاتا، جیسا کہ صحیحین میں عائشہ (رض) سے مروی ہے۔